عقل پرستی

اور

اِنکارِ مُعجزات

حافظ عنایت اللہ اثری گجراتی کے افکار، تحریفات و تاویلات کا تقابل

مؤلف

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ

ناشر

مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور

نام کتاب — عقل پرستی اور انکار معجزات

طبع — دوم جنوری 1998

کاتب — شریف اختر قادر آباد روڈ پھالیہ

ناشر — عتیق الرحمٰن و حافظ شفیق الرحمٰن کیلانی

ملنے کیلیئے — مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور

گھر جاکھی کتب خانہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 042-7223644

جامع مسجد الرحمٰن بسم اللہ چوک شاہ فرید آباد ملتان روڈ لاہور فون 042-5410756

قیمت — =/150

سرپرستی — ڈاکٹر حبیب الرحمٰن کیلانی

انتخاب جدید پریس 8 - ایبٹ روڈ لاہور PH: 6314365

بسم الله الرحمن الرحيم

مُقدّمہ

زیرِ نظر کتاب "عقل پرستی اور انکارِ معجزات" مدّت سے ختم تھی۔

قارئین کیطرف سے شدید مطالبے پر اسے دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے کیونکہ منکرینِ حدیث اور نیچرل ازم کے دعویداروں کے باطل عقائد کا بہت اچھی طرح تردید کرتی ہے۔ والد محترم رحمۃ اللہ علیہ اپنے آخری ایام میں اس کو طبع کرانے والے تھے۔ مگر کاتبِ تقدیر ان پر بازی لے گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور ان کی لغزشوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرمائے۔ انکی مطبوعات کو انکے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

برادران کی طرف سے اس کتاب کو چھپوانے کی ذمہ داری مجھ پر ڈالی گئی ہے اس میں اگر کوئی غلطی کوتاہی ہو تو مجھے معاف کر دیں امید ہے کہ پہلے سے بہتر ہو گی اور زیادہ پسند کی جائے گی۔

والسلام

نجیبُ الرّحمٰن کیلانی

مکتبۃ السلام وسن پورہ

-لاہور-

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ
فہرست مضامین	3
پیش لفظ از عزیز زبیدی صاحب	14
تقدیم از مولانا محمد مدنی صاحب	16
حصہ اول باب اول	18
حافظ عنایت اللہ اثری اور انکی تالیفات	19
عیون زمزم کا تعارف	//
موضوع کتاب	20
تسبیح، تحمید، سلام و صلوٰۃ کا اصل مفہوم	21
موضوع میں وسعت اور اس کا جواز	//
موضوع میں مزید وسعت	22
عصمت انبیاء کا مطلب	24
معجزہ یا اتہام	26
نیچر کے منکر	//
مصنف کا مسلک	27
دوسرا رخ	//
آپ کی تصانیف پر علماء کے تبصرے	29
علم اور ہدایت	31
ہدایت اور اس کے مدارج	32
کتاب کے محاسن و مؤلف کی خود پسندی	3533
باب دوم	37
خرق عادت امور کے مختلف پہلو	//
معجزہ سے انکار کی وجہ	//
معجزہ اور جادو میں فرق	//
معجزہ کے لیئے لغت قرآنی	40
معجزہ کا تعین	41
(۱) کفار کا اعتراض اور تکرار	42
(۲) آیت کی ابتداء	//
(۳) آیت کا خاتمہ	//
(۴) الفاظ کی وضاحت	43
خرق عادت امور عقل کی روشنی میں	44
خرق عادت امور کی اقسام	//
سرسید اور معجزات	45
منکرین معجزات کی دلیل اور اس کا جائزہ	46
قوانین فطرت میں مستثنیات	47
قدرت الٰہی کے دلائل	48
کیا اللہ اپنے قانون کے سامنے مجبور محض ہے؟	49
باب سوم	51
خرق عادت امور سے انکار کا پس منظر	//
ہستی باری تعالیٰ کے متعلق ارسطو کے نظریات	//
جہمیہ	52
معتزلین اور ان کے عقائد	53
۱۔ عقل کی برتری اور تفوق	54
۲۔ صفات باری تعالیٰ	//
۳۔ مسئلہ جبر و قدر	//
معتزلین کا عروج و زوال	55
دوسرا دور اور سرسید احمد خاں	56

مضامین	صفحہ
آپ کے مخصوص نظریات و عقائد	57
جدید علم کلام کی ضرورت اور خصوصیات	58
احادیث تفاسیر اور فقہ سب ناقابل حجت ہیں	//
تفسیر قرآن اور نیچر و فلسفہ	59
سرسید پر جمہور علمائے اُمت کا فتویٰ کفر	//
طلوع اسلام	60
پرویز صاحب پر جمہور علمائے اُمت کا فتویٰ کفر	//
حافظ عنایت اللہ صاحب اثری	61
ذہنی تبدیلی کا سبب	//
ندائے غیب اور مجدد زماں	62
حصۂ دوم	64
باب چہارم ۔ ولادت عیسیٰ اور قرآن کریم	65
تالیف عیون زمزم	//
عیون زمزم کی ترتیب و تدوین	66
سورۂ مریم کی متعلقہ آیات	67
آیت ۱۶ معہ اثری تفسیر	//
اہل بمعنی شوہر یا شوہر کا گھر	//
نکاح مریم	68
نکاح کا ثبوت	//
سسرال یا گوشہ نشینی؟	69
آیت ۱۷ مع اثری تفسیر	//
حضرت مریم کی شوہر سے ان بن	//
فارسلنا الیہا روحنا کی تاویلات	//
روح اور ملائکہ کی مختلف تعبیریں	70
شوہر صاحب کی تندرستی	71
روح سے مراد شوہر مریم	//
شوہر مریم کے فرشتہ ہونے کی وجہ	72
قاضی بیضاوی اور اثری	//
تصویر کا دوسرا رخ	74
آیت ۱۸ مع اثری تفسیر	//
شوہر کی اجنبیت	75
مطالبۂ طلاق	//
روحنا کے دو مختلف مطالب	76
حضرت مریم کے نکاح کا اثری ثبوت	//
آیت ۱۹ مع اثری تفسیر	//
اثری لغت	//
ربط قصہ	77
آیت ۲۰ مع اثری تفسیر	//
اثری لغت	//
شوہر مریم کی خصوصیات	//
لفظ بشر کا بھید	78
آیت ۲۱ مع اثری تفسیر	79
آیۃ للناس کی تاویل	//
لنجعلہ ایۃ للناس	80
آیت سے مراد نکاح مریم ہے	//
لفظ آیت کی ایک نئی توجیہ۔ بڑا گھرانہ	81
آیت ۲۲ مع اثری تفسیر	82
مریم کی شوہر کے ساتھ روانگی	//

مضامین	صفحہ
حضرت مریم کا موت کی آرزو کا اصل سبب	83
شوہر مریم کی گمشدگی	〃
آیت ۲۴، ۲۵، ۲۶ مع اثری ترجمہ	84
ندائے غیب	85
کھجور کے ٹنڈ سے تازہ کھجوروں کا گرنا	〃
چشمہ کا اجراء	86
اثری صاحب کی منظر کشی	〃
ربوہ کا منظر	87
قری عینا (آنکھوں کی ٹھنڈک) سے کا ثبوت	〃
خدا کی قدرت کا تمسخر	〃
فلن اکلم الیوم انسیا پر اعتراض	88
آیت ۲۷، ۲۸ مع اثری تفسیر	89
فاتت بہ قومہا تحملہ	90
ایک نئی اُفتاد	〃
تکلم فی المہد کا اثری مفہوم	91
شیئاً فریاً کا نیا مطلب	〃
امرأ سوء اور بغیا کے معنی عہد شکن؟	92
شوہر مریم کی بے وفائی	93
آیت ۲۹ مع اثری تفسیر	94
فاشارت الیہ کا مشار الیہ کون؟	〃
حضرت زکریا کی خاموشی	〃
اصل مشکل	95
قرآن کی عبارت کی اصلاح	〃

مضامین	صفحہ
تکلم فی المہد کے مختلف مطالب	〃
آیت ۳۰ مع اثری تفسیر	96
یہودیوں کے اعتراضات کا جواب کس نے دیا؟	97
تلاعب بالقرآن	〃
آیت ۳۱، ۳۲ مع اثری تفسیر	〃
شوہر مریم کی وفات کب ہوئی؟	98
اثری صاحب اور انجیل کے اختلافات	99
باب ۵: سورۂ آل عمران کی متعلقہ آیات	101
آیت ۴۵، ۴۶، ۴۷ مع اثری تفسیر	〃
ندائے غیب اور بشراً سویا	〃
حضرت مریم کے سامنے فرشتہ کا انسانی شکل اختیار کرنا	102
کلمۃ اللہ کا اثری مفہوم	〃
کنیت اور نسب کا فرق	103
ابن مریم نسب ہے یا کنیت؟	104
سلسلۂ نسب ماں کی طرف سے کیوں؟	105
روایت اور اس کا معنی بیان کرنے میں اثری صاحب کی دیانت	106
ماں کی طرف نسبت کی اثری وجوہ	〃
پہلی وجہ غیر اسرائیلی باپ	〃
دوسری وجہ بلندئ شان	〃
ابن یوسف کیوں نہیں؟	108
اثری دلیل کی کمزوریاں	〃
قرآن کے مقابلہ میں اناجیل کو ترجیح	109

مضامین	صفحہ
وجیہ کا مفہوم	〃
وجیہ کا اثری مفہوم	110
اثری دلیل کی کمزوریاں	111
تکلم فی المھد	112
یفعل اور یخلق کا مطلب ایک ہے	〃
فعل اور خلق کا لغوی فرق	〃
خلق عیسیٰؑ	113
آلِ عمران کی آیات نمبر ۵۹، ۶۱	〃
مثلِ آدم	114
دُرِ منثور کی روایات مع ترجمہ	115
عیسوی دلائل (مناظرہ میں)	116
مماثلت اور وجہ مماثلت	117
اثری وجوہِ مماثلت	〃
پہلی وجہ 'عدم خدائی'	118
دوسری وجہ ترابی ہونا	〃
تیسری وجہ ندرت	119
عیسائی مناظرہ اور رسول اللہ پر اتہامات	120
پہلا تا پانچواں اتہام	121
اثری صاحب کی ہٹ دھرمی	122
چھٹا اتہام ۔ نبوی گرامی نامہ	123
سورۂ انبیاء اور سورۂ تحریم	124
احصانِ فرج اور نفخۂ رُوح	〃
اثری صاحب کی چالاکی	125
احصانِ فرج کا معنی صرف شادی	126

مضامین	صفحہ
امیر معاویہ پر بہتان طرازی	〃
نفخِ روح اور اصل بحث سے گریز	〃
حدیث نفخِ رُوح سے فرار کی راہیں	127
باب ۶: ولادت عیسیٰؑ اور حدیث و آثار	129
احصانِ فرج کا معنی شادی ہی ہے اس کی دلیل	〃
اصل اعتراض	〃
قرآن کا طرزِ بیان	130
رسول اللہ کا بیان	〃
احادیث سے عیسیٰؑ کی بے پدری کے ثبوت	131
حدیث ۱ متعلقہ بے پدری پیدائش	〃
حدیث سے اعراض	132
حدیث پر تنقید	〃
حدیث ۲	133
حضرت سلمان فارسیؓ پر اعتراض	134
حدیث ۳	〃
حدیث ۴، ۵	135
صحابہ کرام اور ولادتِ عیسیٰؑ	137
حضرت عبداللہ بن عباس	〃
حضرت عمرؓ	〃
دیگر صحابہ کرامؓ	138
اثری صاحب کا اعترافِ حقیقت	140
عیسیٰؑ کی بن باپ پیدائش پر اجماعِ اُمت	
عیسیٰؑ کی بن باپ پیدائش کے منکرین	〃
اثری صاحب کی تضاد بیانی	141

مضامین	صفحہ
اجماع اور اس کی حقیقت	142
ایک متفق علیہ اور مرفوع حدیث اور اثری صاحب	143
تکلم فی المہد کی تحریف کی بدترین مثال	″
اصل بحث سے فرار	146
حضرت مریم کے فضائل قرآن و حدیث کی روشنی میں	149
۱۔ طہارت اور برگزیدگی	″
۲۔ جنت میں رسول اللہ سے نکاح	150
۳۔ عذرا اور بتول	152
۴۔ استعاذہ والدہ مریم	154
حضرت مریم کے فضائل اثری صاحب کی نظر میں	156
باب، حضرت مریم کے نکاح یا شوہر اور حضرت عیسیٰ کے باپ ہونے کے اثری دلائل۔	157
ا۔ بے کار دلائل	″
ب۔ "صاف ظاہر ہے" قسم کے دلائل	159
۱۔ لفظ مس بشر سے نکاح کا ثبوت	″
۲۔ ″ حمل ″ ″ ″	160
۳۔ وجیہہ سے حضرت عیسیٰ کے باپ کا ثبوت	162
۴۔ ملک اعوذ بالرحمٰن سے طلاق اور نکاح دونوں کا ثبوت	″
۵۔ نبیوں کا اعلیٰ النسب ہونا	″
۶۔ خرق عادت امور سے منطقی طور پر حضرت عیسیٰ کے باپ کا ثبوت	″
۷۔ مریم کے صدیقہ ہونے سے نکاح کا ثبوت	163

مضامین	صفحہ
۸۔ علاتی اور اخیافی بھائی	″
۹۔ انداز بیان سے عیسیٰ کے باپ کا ثبوت	164
۱۰۔ کہل کے لفظ سے باپ کا ثبوت	165
۱۱۔ لفظ قرّی عیناً سے باپ کا ثبوت	166
۱۲۔ لفظ طہارت سے باپ کا ثبوت	″
۱۳۔ کنیت سے باپ کا ثبوت	″
۱۴۔ لفظ ذریّۃ سے نکاح کا ثبوت	″
۱۵۔ لقیط بچہ سے نکاح کا ثبوت	167
ج۔ ہیرا پھیری یا چکربازی کی قسم کے دلائل	168
تتمہ۔ اثری صاحب سے چند سوالات	170
حصہ سوم	171
خرق عادت امور اور معجزات انبیاء	″
چند دلچسپ تاویلات	172
۱۔ فرشتے اور ان کے پر	″
۲۔ فرشتوں کا آدم کو سجدہ	173
باب: (۱) حضرت آدمؑ	176
تخلیق آدمؑ	″
سرسید کا نظریہ	″
سرسید کے نظریہ کا جائزہ	″
اثری صاحب اور تخلیق آدم	179
تخلیق آدم کے متعلق حدیث	181
اپنے نظریہ کی خود تردید	182
(۲)۔ حضرت حوّا کی پیدائش	183
پسلی سے پیدائش کا انکار	″

مضامین	صفحہ
اثری صاحب کے دلائل	184
اثری صاحب کے انکار کی توجیہہ ۲	185
(۳). قصہ ہابیل وقابیل	186
حقیقی بہن بھائیوں کی شادی	//
قربانی اور آگ	188
قربانی یا صدقہ وخیرات؟	//
قتل کی وجہ	//
مقتول کی لاش	189
زمانہ قتل	190
اثری صاحب کے قصہ موضوعہ پر اعتراضات	192
سوءۃ یعنی لاش؟	193
(۲) حضرت صالح علیہ السلام	195
ناقۃ اللہ کی دلچسپ تفسیر	196
ناقۃ اللہ کے معجزہ ہونے کی دلیل	197
صحیح بخاری کی احادیث	//
گوندھا ہوا آٹا ضائع کرنے کی تحریف معنوی	//
(۳) حضرت لوط علیہ السلام	199
الٹی ہوئی بستیوں پر پتھروں کی بارش کی نئی تاویل	//
لغوی تحقیق کا جائزہ	200
کچا گارا	201
مروجہ تفسیر پر اعتراضات	202
باب۹: حضرت ابراہیم علیہ السلام	204
۱- احیائے موتی اور چار پرندے	//

مضامین	صفحہ
احیائے موتی کی تاویل اور اس کا جائزہ	205
۲. آگ کا ٹھنڈا ہونا	206
معجزہ کی تاویل اور اس کا جائزہ	207
۳- ذبح عظیم	208
شرعی احکام کی اقسام	//
آیات متعلقہ ذبح عظیم	210
اثری صاحب کی لغوی اور معنوی تحریف	211
لفظ بلاء کی لغوی تحقیق	212
۴ اثری صاحب کا اللہ، ابراہیم اور اسمٰعیل سب پر اتہام	213
ذبیح کوئی بھی نہیں	214
۵. حضرت یوسف اور چند دلچسپ تاویلات	215
ستاروں کا حضرت یوسف کو سجدہ	//
خواب یوسف کی اثری تعبیر	//
سجدہ تعظیمی	216
۲- غلہ کی قیمت کی واپسی	217
۳. راشننگ سسٹم اور بنیامین کا زائد کارڈ	218
تاکید کی وجہ	219
۴- اجرت باربرداری	220
لفظ بضاعۃ کی لغوی تحقیق	//
۵. یوسف کی بھائی کو پاس رکھنے کی تدبیر	222
اس تدبیر کو اللہ نے اپنی طرف منسوب کیوں کیا!	224
۶- سقایہ اور صواع کی بحث	//
پیالہ کی گمشدگی کی وجہ	225

مضامین	صفحہ
مصری عدالتیں	227
۷. یعقوبؑ کی آنکھوں کا بے نور اور بعد میں روشن ہونا	228
باب ۱۰: حضرت موسیٰ علیہ السلام	230
۱. مچھلی کا دریا میں راستہ بنانا۔	〃
۲. مُردہ مچھلی کا زندہ ہونا۔	231
تاویلات اثری	232
مچھلی کا سُرنگ بنانا	233
۳. حضرت خضرؑ کی شخصیت	〃
۴. عصائے موسیٰؑ اور یدِ بیضا	236
۵. دریا کا پھٹنا	238
۶. بارہ چشموں کا پھوٹنا	〃
گوسالۂ سامری	239
۷. حضرت یونس علیہ السلام	241
یونسؑ اور خرقِ عادت امور	〃
قصۂ یونس کی اثری ترتیب	242
تنقیدی مباحث	〃
"یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں" ایک حدیث اور اس کی اثری تاویل	246
انبیاء کی حضرت یونسؑ پر تفضیل	248
۸. حضرت داؤد علیہ السلام	249
تسخیر تسبیح جبال وطیور	〃
۹. حضرت سلیمان علیہ السلام	251
۱. بے مثال بادشاہی	〃
اثری صاحب کے دل کی گھٹن	252

مضامین	صفحہ
ہوا کی تسخیر۔	253
جنات پر غلبہ	〃
سلیمانی عہد	〃
۲. منطق الطیر اور اثری صاحب کی طنز	254
منطق الطیر کے مختلف مطالب	〃
۳. منطق الطیر اور وادیٔ	256
اثری تاویل	257
۴. ہُدہُد کی پیغام رسانی اور ملکۂ سبا	259
ہُدہُد کون؟ پرندہ یا انسان یا طیارہ؟	260
۵. ملکہ سبا کا تخت	261
ٹھیکیدار اور ان کے ٹینڈر	262
عرشہا کی مختلف تاویلات	263
۶. شاہی محل اور لُجّہ کی لغوی تحقیق	265
پنڈلیاں ملکہ کی یا محل کی	266
۷. سلیمانی دور میں جمہوریت کے دھندے	267
۸. حضرت سلیمان کی وفات کے بعد کے انتخابات	270
۹. جنوں کی غیب دانی	272
باب ۱۱: حضرت ایوب علیہ السلام	274
قصۂ ایوب پر اثری اعتراضات	〃
قصۂ ایوب کی نئی اثری ترتیب	〃
ارکض برجلک کے مختلف مطالب	275
حضرت ایوب کی بیوی	278
سونے کی ٹڈیوں کی بارش	279
تاویلات کا دھندا	〃

مضامین	صفحہ
حضرت ایوب کی ناکامی کا اصل سبب	281
۱۱۔ حضرت زکریا علیہ السلام	282
۱۔ کفالت مریم	"
۲۔ حضرت مریم اور بے موسم پھل	283
۱۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام	285
۱۔ پرندوں کی شکل اور نفخ	"
۲۔ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرنا	287
۳۔ مُردوں کو زندہ کرنا	288
عیسیٰ کے پیٹنٹ طبی نسخے	289
۴۔ احیائے موتیٰ کے مختلف مطالب	"
۵۔ گھروں میں چھوڑا ہوا مال	290
۶۔ نزول مائدہ کی اثری تعبیر	291
اصحاب کہف	293
اصحاب کہف اور پانچ بے سروپا باتیں	"
(۱) غار میں سالہا سال تک سوتے رہنا۔	"
اثری تاویلات	294
امام بخاری کی مخالفت	295
(۲) اصحاب کہف کا سالہا سال بعد اٹھ کر کھانا کھانا	296
(۳، ۴)۔ سوتے میں کروٹ بدلنا	297
اصحاب کہف کی معجزانہ زندگی	"
اثری صاحب کا من گھڑت قصہ اصحاب کہف	298
اس قصہ موضوعہ پر اعتراضات	299
رسول اللہ کے لیے پروگرام	301

مضامین	صفحہ
۱۳۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	302
۱۔ صغر سنی کا نکاح اور حضرت عائشہ	"
اثری صاحب کا موقف	304
۲۔ نبی اُمی	"
۳۔ بلغمی تھوک اور تطہیر و تزکیہ	306
رسول اللہ کا تھوک	307
اثری صاحب کا تھوک کے معجزہ سے صاف انکار	308
عُروہ بن مسعود ثقفی	309
۴۔ رسول اللہ پہ جادو کا اثر اعتراضات	"
اثری صاحب کی تاویل	311
باب ۱۲: خصوصیات کلام	312
۱۔ یہ بھی — اور — وہ بھی	"
۱۔ تخلیق آدم	"
تخلیق آدم کے متعلق حدیث کا جواب	314
۲۔ تکلم فی المہد	"
۳۔ صغر سنی کا نکاح اور حضرت عائشہ	315
۴۔ نبی اُمی	"
۲۔ دقیق اور الجھے ہوئے جوابات	316
۱۔ حضرت ابراہیم اور آگ	"
۲۔ ذبح عظیم	317
۳۔ ستاروں کا سجدہ	"
۴۔ یونس مچھلی کے پیٹ میں	318

مضامین	صفحہ
٥. گہوارے میں کلام	″
٦. مثیلِ آدم	319
٧. تخلیقِ آدم	″
٣. تاریخ وجغرافیہ سے لاعلمی	320
١. کچا گارا	″
٢. راشن ڈپو اور راشن کارڈ	″
٣. مصر کی عدالتیں	321
٤. حضرت سلیمان اور ہوائی اڈے	″
٥. عہد سلیمانی میں جمہوریت کی بہاریں	322
٤. اصل بحث سے گریز	323
١. قربانی سے صدقہ وخیرات	″
٢. نفخ روح سے شوہر تک	″
٣. مثیل آدم	324
٤. آیت للناس اور بڑا گھرانہ	″
معروف معنوں سے گریز	325
قصۂ یونس علیہ السلام	″
قصہ ہابیل وقابیل کا	326
قرآن کے ربط کو اوجھل کرنا	327
یوسفؑ کے خواب کی عملی تعبیر	328
قرآن کی ترتیب ذکری میں تقدیم تاخیر	″
آیت کا کچھ حصہ چھوڑ دینا	329
بے لگام ترجمہ یا حاصل مطلب یا ٹھیک مطلب	330
قرآن وحدیث کے مقابلے میں انجیل کو حجت سمجھنا	333
بنائے فاسد علی الفاسد	335
قصۂ یوسفؑ اور صواع کا مفہوم	″
حضرت زکریاؑ اور اعتکاف	336
دوسرے انبیاء کرام کی حضرت یونس پر فضیلت	337
حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش	″
رسول اللہ کے لیئے پروگرام	″
حضرت یونس کی داستانِ زندگی	338
حضرت ایوبؑ کی داستان	339
حضرت کہف کی داستانِ زندگی	340
کتابیات	342

پیش لفظ

دُنیا میں جتنے اور جیسے کچھ مظلوم رہے ہیں، ان میں سب سے زیادہ مظلوم وہ صحف سماوی (آسمانی کتابیں) اور انبیاء علیہم السلام کی سیرت طیبہ کے وُہ نقوشِ حیات ہیں جو ان کی اُمتوں کے ہاتھوں میں پہنچتے رہے ہیں۔ ان صحف سماوی یا نقوشِ حیات پر جو ستم ڈھائے گئے، بالعموم ان کے تین ہی مرکز رہے ہیں، سیاسی، عقلی اور تقلیدی۔

پھر ان ظالموں نے اپنے اپنے مفروضات کے لیئے جو سہارے تلاش کیئے، بالجملہ ان کی تفصیل یُوں رہی ہے:۔

(۱) ۔ وُہ قصّے کہانیاں جن کی حیثیت افواہوں سے زیادہ کچھ نہیں ہوتی۔

(۲) ۔ وُہ مفروضات جو علم و مطالعہ کے سفر میں ان کے سامنے آئے اور ان کی حیثیت مفروضہ، خیالی یا فریب مطالعہ کی ہوتی ہے جو بالآخر اثنائے سفر میں ہی دم توڑ دیتے ہیں۔

(۳) یا پھر وُہ حسن ظن ہوتا ہے جس کے ترکش حیات میں دلائل کے تیروں کی کمی ہوتی ہے، جن کے بغیر طائرِ مقصُود کا شکار ممکن نہیں رہتا۔

ان تینوں مراکز کا طریقِ کار الگ الگ اور کچھ اس طرح کا ہوتا ہے:۔

سیاسی مرکز: اہلِ سیاست ہمیشہ اپنے اپنے دَور میں کتاب و سُنّت کو اپنا حریف تصوّر کرتے آئے ہیں۔ اسیلئے سیاسین سوء ہمیشہ اس ٹوہ میں رہے ہیں کہ کسی طرح ان سے پیچھا چھڑایا جائے۔ جس کا حل انہوں نے یہ سوچا کہ علماءِ سوء پیدا کر کے اپنے راستہ سے یہ بھاری پتھر ہٹائے اور خوشامدی ٹوڈیوں کی کمک پہنچا کر اپنے دَور کے جمہور کو رام کرنے کے لیئے دجل، لالچ دھونس، دھاندلی اور دھن کے جال پھیلائے اور اس طرح وہ اپنے مقصد میں بہت حد تک کامیاب رہے۔

عقلی مرکز: جو سیاسین سوء کے جال سے بچ نکلے وہ اپنی عقلِ خام کے دامِ فریب کے نذر ہو رہے گو اس قسم کے شیخ چلی گنتی کے ہی رہے ہیں تاہم شکوک و شبہات کو جنم دے کر ملّتِ اسلامیہ میں بے اطمینانی اور بے چینی پیدا کر کے فکری فضاؤں کو متزلزل کیئے رکھا۔ اس وادیٔ خارزار میں زیادہ تر جذباتی قسم کے لوگوں نے قدم رکھا یا پھر ایسے حضرات ان کی طرف لپکے جو غیر شعوری طور پر اس واہمہ میں مبتلا رہے ہیں کہ خدا کو بس ان سے پُوچھ پُوچھ کر چلنا چاہیئے تھا۔ لہٰذا جوبات ان کو اپنی عقل

خام کی کسوٹی سے باہر نظر آئی یا تو اس سے انکار کر دیا یا تاویلات کے ذریعہ ایسی باتوں کے مضامین کو شکار کرنے میں اپنی زندگی گزار دی۔

تقلیدی مرکز: تقلیدِ آباء اور تقلیدِ علماء نے ان کے مقلدین کو مجبور کیا کہ وہ کتاب و سنت کا مطالعہ اپنے پیشروؤں کی عینکیں لگا کر کیا کریں۔ پھر جہاں کہیں دھندلکے دکھائی دینے لگیں وہاں اپنی عینک کو بدلنے کی بجائے کتاب و سنت کے فطری مضامین کو بدلتے رہیں ؎ خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں!

قدرِ مشترک: ان تینوں گروپوں میں دو باتیں بطور قدرِ مشترک رہی ہیں۔ (۱) الفاظ کے لغوی سہارے اور (۲) وہ تاریخی حوالے جو عموماً افواہوں نے تخلیق کیئے ہیں۔ دورِ حاضر کے متجددین اور منکرین بھی تقریباً انہی ہتھیاروں سے کام لے رہے ہیں۔ ان دونوں سے اگر یہ سہارے چھین لیئے جائیں تو ان کی بے بسی دیدنی ہوگی۔ لغوی معانی کی اہمیت اپنی جگہ مسلّم، لیکن روحانی اصطلاحات کے سامنے یہ بے بس ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح تاریخ بھی گو فی الواقعہ قابلِ توجہ چیز ہے لیکن اس کے ذریعے کتاب و سنت کی صداقتوں اور حقائق کا شکار کرنا عقلاً اور شرعاً دونوں لحاظ سے مناسب نہیں۔

تالیف کتاب ہذا: ہمارے فاضل دوست اور معروف اہلِ قلم مولانا عبدالرحمٰن کیلانی نے متذکرہ بالا نادان دشمنوں اور کتاب و سنت سے ان بے خبروں کی خوب خبر لی ہے اور ان جھوٹے سہاروں کو ایک ایک کر کے مسمار کیا ہے۔ پھر اس کا حق ادا کر دیا ہے۔ جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین۔ مولانا کا انداز نہایت علمی، فاضلانہ اور دلائل کے لحاظ سے انتہائی قاہرانہ ہے۔ جس کے لیئے ہم موصوف کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ گو تنقید کا رخ معدودے چند افراد کی طرف اور بالخصوص حافظ عنایت اللہ صاحب اثری گجراتی کی طرف نظر آتا ہے لیکن چونکہ اصولی ہے۔ اس لیئے اپنی جامعیت کے لحاظ سے تمام منکرین اور متجددین کی ساری خوش فہمیوں، مغالطوں، وسواسوں اور ذہنی عیاشیوں کا مسکت جواب ہے۔

کیا ہی بہتر ہو کہ مؤلف موصوف منکرین کے اعتراضات اور ان کے جوابات کے اصولی پہلوؤں کا خلاصہ ضمیمہ کے طور پر کتاب کے آخر میں لگا دیں تاکہ قارئین کو سمجھنے اور احاطہ کرنے میں آسانی رہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

عزیز زبیدی

وار برٹن۔ ضلع شیخوپورہ

۶/۸/۸۴

تقدیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ، والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ، اما بعد:

رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اتقوا الحدیث عنی الا ما علمتم، فمن کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار، ومن قال فی القرآن برأیہ فلیتبوأ مقعدہ من النار"

"مجھ سے حدیث بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ڈرو، ہاں جو تمہیں علم ہو وہی بیان کرو، جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا پس وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے اور جس نے قرآن میں اپنی رائے سے بات کی پس وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے" (ترمذی ص ۱۱۹ ج ۲) — نیز آپ نے فرمایا:

"من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار"

"جس نے قرآنِ پاک میں بغیر علم کے کہا پس وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے"

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد"

"جس نے ہمارے اس کام (دینی) میں نئی بات پیدا کی جو اس میں نہ تھی پس وہ مردود ہے"

یہ بات تو واضح ہے کہ دین صرف قرآن وحدیث کا نام ہے اور اس کی صحیح صورت صحابہ کرامؓ کا عمل ہے جبکہ قرآن پاک نے فرمایا ہے:

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا"

"آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر لیا، تم پر نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام دین پسند کر لیا"

اور رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما: کتاب اللہ وسنتی"

"میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم انھیں مضبوطی سے

پکڑے رکھو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو گے: اللہ کی کتاب، اور میری سنت۔"

اب اگر ہم حافظ عنایت اللہ گجراتی کے ان خیالات کا جائزہ لیتے ہیں جو انہوں نے اپنی مختلف کتب میں ظاہر کیے ہیں تو بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ان خیالات کا وجود نہ تو قرآن میں ہے نہ حدیث میں، نہ صحابہ کرامؓ کے اقوال میں، نہ فقہاء کی فقہ میں اور نہ محدثین ہی کی آراء میں۔ بلکہ پوری تاریخ اسلام اس قسم کے آراء اور قیاس سے خالی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ محض ان کے یا چند جدت پسند لوگوں کے اپنے خود ساختہ خیالات ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ ان خیالات سے قرآن کی توہین ہوئی ہے اور قرآن وحدیث کا مذاق اڑایا گیا ہے قرآن پاک کی تحریف کو تفسیر کا نام دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت وطاقت کے انکار انبیاء کی عصمت قرار دیا ہے بلکہ نیک اور صلحاء لوگوں پر تہمت لگا کر اسے ان کی پاکیزگی قرار دیا ہے۔

ام المؤمنین حضرت مریم صدیقہ طاہرہ جن کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جنت میں میری بیوی ہوگی۔ نام نہاد یوسف نجار نامی شخص سے نکاح کا تصور دیکر قرآن وحدیث، اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امہات المؤمنین کی توہین کی گئی ہے۔ اس قسم کے غلیظ عقیدہ رکھنے والے شخص کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں جبتک وہ توبہ نہ کرے اس کا احترام کرنا اسلام کو ڈھانے کے مترادف ہے۔ جیسے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام جس نے بدعتی کی عزت کی اس نے اسلام کے گرانے میں مدد کی خواہ وہ جتنا بھی تقویٰ اور پرہیزگاری کا اظہار کرے وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر اسلام کا شدید دشمن ہے۔ اس کے خلاف ہر صورت میں جہاد کرنا ضروری ہے۔

مولانا عبد الرحمٰن کیلانی نے اس سلسلہ میں ان کا خوب احسن طریقے سے تجزیہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس جد وجہد کو قبول فرمائے اور سادہ لوح جو اس گندے اور غلیظ عقیدے میں پھنسے ہیں اس کتاب کو ان کے لیے راہ ہدایت بنادے۔

آخر میں ہم عرض کرتے ہیں کہ ہم اس بات کا تہیہ کر چکے ہیں کہ ایسے غلط عقائد کی تردید ہمیشہ کرتے رہیں گے۔ معجزات برحق ہیں اور قرآن وحدیث، صحابہ کرام، محدثین عظام اپنی اپنی آراء اور اقوال میں اس کے قائل ہیں۔ معجزات کا منکر یا ان کی اپنی عقل سے غلط ملط تاویل کرنے والا شخص نہ تو اہل حدیث ہے نہ مسلمان۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت کی روشنی میں صحیح عقائد اور درست اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد مدنی۔ ناظم جامعۃ العلوم الاثریہ جہلم ۱۰/۱/۸۷

حصّہ اوّل

(۱) حافظ عنائیت اللہ اثریؔ اور ان کی تصانیف سے تعارف

(۲) خرقِ عادت اُمُور اور انکار مُعجزات سے متعلّق چند بُنیادی مباحث

حصۂ اوّل

باب ا

حافظ عنائت اللہ صاحب اثری اور انکی تالیفات

گزشتہ چند ماہ سے میرے مضامین بسلسلہ عجمی تصورات کا پہلا، دُوسرا اور تیسرا دَور ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور میں چھپ رہے تھے ان مضامین میں میں نے "عقل پرست" فرقوں یعنی جہمیہ اور معتزلین ہندوستان میں بالخصوص سرسیّد احمد خاں صاحب اور ان کے جانشینوں سے ہوتے ہوئے ادارہ طلوع اسلام کے عقائد ونظریات کا جائزہ پیش کیا تھا۔ بحث کا سلسلہ جاری تھا کہ انہی ایّام میں میرے ایک عزیز نے مجھے جناب حافظ عنائت اللہ صاحب اثری گجراتی کی ایک تالیف "القول المختار والبیان المختار" ملاحظہ کے لیئے دی اور اس بات پر اصرار کیا کہ اس پر سیر حاصل تبصرہ بھی ہونا چاہیئے اور اس کا جواب دینا بھی ضروری ہے۔

کتاب مذکورہ ـــــ جیساکہ اس کے نام سے ظاہر ہے ـــــ دراصل دو الگ الگ تالیفات کا مجموعہ ہے۔ بالفاظِ دیگر دو حصّوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصّہ کا پُورا نام "القول المختار فی ما وَرَدَ عَلَی النَّبِیّ المختار" ہے اور یہ رسُولِ اکرمؐ کے حالات سے متعلق ہے۔ دُوسرے حصّہ کا نام "البیان المختار فیما ورد من انبیاءِ الرّسل الاخیار" ہے۔ اور یہ آدمؑ سے لے کر عیسیٰ علیہ السّلام تک انبیاء کے حالات سے متعلق ہے۔ یہ ضخیم اور مجلّد مجموعہ تقریباً سات سو صفحات پر پھیلا ہُوا ہے۔

عیونِ زمزم کا تعارف

اس سے چند سال پیشتر میں نے مؤلف مذکور کی ایک تالیف "عیون زمزم فی میلاد عیسیٰ بن مریمؑ" بھی سرسری نظر سے دیکھی تھی۔ جس میں آپ نے تمام اُمّت کے ایک مسلمہ عقیدہ کہ "عیسیٰ علیہ السّلام کی پیدائش بن باپ کے معجزانہ طور پر ظہور پذیر ہوئی تھی" کی تردید کی تھی۔ اور اس میں بدلائل یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ عیسیٰ علیہ السّلام کی پیدائش بھی عام ضابطہ الٰہی کے مطابق ہی واقع ہوئی تھی۔ اس میں نہ کوئی اعجاز ہے نہ خصوصیّت۔ اور اُمّت مسلمہ کا یہ عقیدہ تقلید آباء کے علاوہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ سرسری معلومات کی بنا پر مجھے یہ بھی معلوم ہُوا تھا۔ کہ مؤلف مذکور شہر گجرات میں ایک جامع مسجد اہلحدیث کے خطیب بھی ہیں۔ درس بھی باقاعدہ دیتے ہیں۔ اگر کوئی

طالب علم ہو تو اسے حدیث وغیرہ پڑھاتے بھی ہیں۔ مجرّدانہ زندگی بسر کرتے ہیں بیوی بچّہ کچھ نہیں منکسرالمزاج حاضر جواب اور ظریف الطبع ہیں ۔آپ کا پسندیدہ شغل تصنیف و تالیف ہے۔ البتہ سرسیّد مرحوم کی تالیفات سے بہت حد تک متاثر ہیں۔ غالباً اسی وجہ سے میرے عزیز نے یہ خدمت میرے سپرد کی اور تبصرہ اور جواب کے لیئے اصرار کیا۔ چونکہ کتاب عیونِ زمزم فی میلاد عیسیٰ بن مریم بھی اسی موضوع سے متعلّق تھی لہٰذا اس کتاب کا بھی از سرِ نو بنظرِ غائر مطالعہ کرنا میرے لیئے ضروری ہو گیا۔ تاکہ حافظ صاحب مذکور کو پوری طرح سمجھا جا سکے۔

موضوعِ کتاب

"القول المختار وبیان المختار" اس وقت ہمارے پیشِ نظر کتاب مذکورہ کا دوسرا ایڈیشن ہے جو دیدہ زیب طور پر شائع ہوا ہے اور اسے آپ کے شاگردِ رشید جناب عبدالکریم صاحب اثری نے نظرِ ثانی کے بعد شائع کیا ہے اس کتاب کے پہلے حصّہ "القول المختار" کے ٹائیٹل پر موضوع سے متعلق یہ عبارت درج ہے:

"اس کتاب میں محمّد رسول اللہ کی سیرت طیّبہ کا بیان ہے اور آپ کی عصمت کے خلاف جو باتیں کتب تفاسیر و سیر میں محض خوش فہمی کی بنا پر درج ہو کر لوگوں میں مشہور ہو چکی ہیں ان کا صحیح حل اور ٹھیک مطلب بیان کیا گیا ہے"۔

اور دوسرے حصّہ بیان المختار کے ٹائیٹل پر یہ عبارت درج ہے:۔

"اس کتاب میں آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک ان تمام برگزیدہ بندوں (انبیاء و رسل) علیہم السّلام کا بیان ہے جن کے قصص کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے نیز عصمت انبیاءؑ کے خلاف ایسی باتیں جو کتب تفاسیر و سیر میں محض خوش فہمی کی بنا پر درج ہو کر لوگوں میں مشہور ہو چکی ہیں۔ ان کا صحیح حل اور ٹھیک مطلب بیان کیا گیا ہے"۔

گویا مختصر الفاظ میں کتاب کا اصل موضوع "عصمتِ انبیاء" ہے۔ چنانچہ مؤلّف صاحب مذکور نے خود بھی اس موضوع میں حصر کی طرف کئی مقامات پر وضاحت کر دی ہے۔ مثلاً آدم علیہ السّلام کے حالات میں جب جنّۃ الخلد یا شجرۃُ الخلد کا ذکر آتا ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"یہ بحث کہ جس جنّت میں آدمؑ اور حوّاؑ کو کچھ عرصہ رکھ کر نکالا گیا تھا وہ کون سی جنّت تھی؟ آیا جنۃ الخلد یا کوئی دنیوی باغ تھا اور جس درخت سے ان کو روکا گیا تھا وہ کون سا درخت تھا میرے نزدیک کوئی ضروری اور اہم بحث نہیں کیونکہ اس میں نہ تو کوئی اشکال ہے اور نہ کسی پر کوئی الزام، جو کہ اصل موضوع ہے"۔

(بیان المختار ص: ۴۴)

ایک دُوسرے مقام پر رسولِ اکرمؐ کے متعلق فرماتے ہیں :۔

"چُونکہ آپ خاتم النبیّین ہونے کے علاوہ افضل الرسل بھی ہیں۔ لہٰذا آپ کی عصمت کا بیان میں نے ایک مستقل کتاب "القول المختار" میں لکھ دیا ہے جوکہ اس کتاب کا پہلا حصّہ ہے۔" (بیان المختار صہ ۴۹)

مگر جب کتاب مذکورہ کا مطالعہ کیا گیا تو معلوم ہُوا کہ اس اصل موضوع سے ہٹ کر انبیاء کے علاوہ بعض دُوسرے اصحاب کا ذکر بھی موجُود ہے مثلاً سُلطان ذُوالقرنین، حنہ بنت فاقوذ اور اصحاب کہف وغیرہ۔ اصل موضوع میں کچُھ مزید وسعت کا جواز پیدا کرنے کے لیئے ہی اس دُوسرے ایڈیشن کے کار پرداز جناب عبدالکریم اثرؔی کو حرف اوّل لکھ کر اس کی صراحت کرنا پڑی۔ اس "حرفِ اوّل" کا ملخص کچُھ اس طرح ہے :۔

تسبیح۔ تحمید۔ سلام۔ صلوٰۃ کا اصل مفہوم : " اصل تسبیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان نقائص سے پاک وصاف بیان کیا جائے جو لوگوں نے خوش فہمی اور کم عقلی کی بنا پر اس کی طرف منسوب کر دیئے ہیں اور اصل تحمید یہ ہے کہ اس (اللہ تعالیٰ) کے کمالات کو ظاہر کیا جائے اور اس کی صفات کو بیان کیا جائے۔"

"اسی طرح پر اصل سلام یہ ہے کہ رسولؐ اللہ اور دُوسرے انبیاء کی نبوّت وسیرت پر جو بدطینت لوگوں نے الزام تراشے ہیں ان کو پُوری قوّت کے ساتھ روک دیا جائے اور صلوٰۃ یہ ہے کہ ان کے محاسن کو واضح کیا جائے۔" (حرف اوّل صہ ۳)

مندرجہ بالا اقتباس میں درج ذیل امور غور طلب ہیں۔

۱۔ تسبیح و تحمید باری تعالیٰ گو اس کتاب کے موضوع سے خارج ہے تاہم سلام وصلوٰۃ کے یہ خودساختہ معنی سمجھانے کے لیئے تسبیح وتحمید کی مثال دینا ضروری تھا۔

۲۔ تسبیح وتحمید اور سلام وصلوٰۃ ہم معنی الفاظ ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ تسبیح وتحمید اللہ کے لیئے ہے اور سلام و صلوٰۃ تمام انبیاء کے لیئے۔

۳۔ صلوٰۃ وسلام کے پڑھنے یا بھیجنے کا حکم تو صرف رسولِ اکرمؐ کے لیئے مخصوص ہے مگر ان الفاظ کو غلط معنی پہنا کر دوسرے انبیاء کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔

موضوع میں وسعت اور اس کا جواز : پھر آگے چل کر اس حرفِ اوّل میں فرماتے ہیں کہ چونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ "جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریگا تو ایسے لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی وہ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں

اور صالحین کے ساتھ ہوں گے" (۴ : ۶) لہٰذا جو لوگ اللہ اور اس کے رسُول کے فرمانبردار ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ جب کوئی بدزبان کسی نبی کی نبوّت و سیرت پر حملہ کرے یا کسی صدّیق کے صدق و صفا پر اعتراض کرے یا کسی شہید کی شہادت پر طعن کرے یا کسی صالح کی صالحیّت پر حرف گیری کرے تو وُہ قلم اور زبان سے اس کی عالمانہ طور پر پُوری پُوری تردید کریں اور دندان شکن جواب دیں کہ یہ ٹھیک ٹھیک سلام ہے اور چاہیئے کہ وُہ ان کے محاسن بھی بیان کریں کیونکہ یہی اصل صلوٰۃ ہے"۔

مندرجہ بالا تشریح سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:۔

۱۔ تسبیح اور سلام کا معنی ایک ہے اور تحمید اور صلوٰۃ کا معنی بھی ایک ہے۔ پہلے سیٹ کے معنی ہیں نقائص سے پاکیزگی بیان کرنا اور دُوسرے سیٹ کے معنی ہیں محاسن بیان کرنا۔

۲۔ صلوٰۃ وسلام کا حکم محض رسولِ اکرمؐ سے مخصوص نہیں بلکہ اس میں دوسرے انبیاء بھی شامل ہیں۔ مزید براں اس صلوٰۃ وسلام میں صدّیق، شہید اور صُلحاء بھی شامل کیئے جا سکتے ہیں۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے فرمانبردار قیامت کے دن ان کے ساتھ ہوں گے۔ اس لحاظ سے اللہ اور رسُول کے تمام فرمانبرداروں کو بھی صلوٰۃ وسلام کا مستحق سمجھنا ضروری ہو جاتا ہے۔

۳۔ صلوٰۃ وسلام کا فریضہ صرف وہی لوگ ادا کر سکتے ہیں جو اہلِ قلم اور زبان ہوں۔ کم علم یا عام لوگ بھلا کسی کو کیا دندان شکن جواب دے سکتے ہیں جبکہ رسولِ اکرمؐ پر صلوٰۃ وسلام کا حکم عام مسلمانوں کو ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ صلوٰۃ وسلام کے معنی کی غلط تعبیر پیش کی گئی ہے۔

ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اگر موصوف کو انبیاءؑ اور دُوسرے نیک سیرت لوگوں کی پاکیزگی اور محاسن بیان کرنا تھا تو وہ سلام وصلوٰۃ کے الفاظ درمیان میں لانے کے بغیر بھی یہ کام کرنے میں پُوری طرح آزاد تھے شاید اس کام کو متبرک اور اللہ کے حکم صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا کی تعمیل ظاہر کرنا مقصُود ہو۔ بہرحال ان دلائل سے موضوع میں وسعت ضرور پیدا کر لی گئی ہے۔

موضُوع میں اَور وسعت

پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس کتاب میں بنی اسرائیل کے اُن ملعون اور نافرمان حضرات کا ذکر بھی آتا ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ کُوْنُوْا قِرَدَۃً خَاسِئِیْنَ اور ایک دُوسرے مقام پر فرمایا کہ جَعَلَ مِنْھُمُ الْقِرَدَۃَ وَالْخَنَازِیْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ۔ تو آپ ان ملعونوں کی بھی تسبیح یا سلام کے لیئے تیار ہو گئے ہیں۔ آپ جسمانی طور پر ان کی شکل میں تبدیلی کے قائل نہیں بلکہ آپ کے خیال میں یہ تبدیلی محض ذہنی تبدیلی تھی۔ یعنی ان کے عادات و خصائل بندروں جیسے ہو گئے تھے۔ ان آیات کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف پہلے بھی رہا ہے مگر راجح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ ان ملعونوں کی شکل میں تبدیلی واقع ہوئی تھی

کچھ تھوڑے مفسّر ایسے بھی ہیں جو محض ذہنی تبدیلی مانتے ہیں مگر قرآن کریم کے الفاظ کے ترجمہ میں جس طرح آپ نے تحریف فرما کر ان ملعونوں کی حمایت فرمائی ہے وُہ آپ ہی کا حصّہ ہے۔ مثلاً درج ذیل آیات کا انوکھا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:۔

فَلَمَّا عَتَوْا عَمَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ (۱۶۶/۷)	"وہ اپنی بدکاریوں کی وجہ سے خنزیر اور بندر کہلائے"۔ (ص ۳۹۲)
مَنْ لَعَنَهُ اللّٰهُ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ (۶۰/۵)	"جو اپنی شرارتوں اور غلط کاریوں کی وجہ سے مغضوب وملعون ہوئے اور بندر اور خنزیر اور طاغوت پرست کہلائے"۔ (حوالہ ایضاً)

اب سوال یہ ہے کہ کیا کُونوا اور جعل دونوں کا معنیٰ کہلانا ہی ہے؟ کم از کم ترجمہ تو ٹھیک لکھ دیتے پھر جو چاہتے اس کی تفسیر فرماتے رہتے۔

پھر اپنے اس نظریہ کی حمایت میں آپ نے کمثل الحمار اور کمثل الکلب کے نظائر بھی پیش فرمائے ہیں۔ ان میں ک حرف تشبیہ اور مثل کا لفظ مستزاد ہے جو ان حیوانوں کی ایک ایک خصلت کی مناسبت سے ذکر ہُوا ہے یعنی عالم بے عمل کی مثال ایسی ہے جیسے کسی گدھے پر کتابیں لدی ہوں۔ اس مثال میں یہ کب کہا گیا ہے کہ عالم بے عمل فی الواقع گدھا بن جاتا ہے یا جو شخص محض دنیا پرست ہو وُہ کُتا بن جاتا ہے جبکہ اُوپر کی آیات میں کُونُوا اور جَعَلَ کے الفاظ ان کی ظاہری شکل وصورت میں تبدیلی پر دلالت کرتے ہیں جو کم ازکم عقل پرستوں کی عقل سے بہرحال ماوراء ہیں۔ اس موقعہ پر مسخ اور طمس وغیرہ الفاظ کو زیرِ بحث لانے کے بعد آپ نے جو نتیجہ پیش فرمایا ہے وُہ یہ ہے:۔

"مگر میں کہتا ہُوں کہ اسلام نے ضمیروں کے ساتھ عملوں کو بھی ٹھیک کر دیا ہے بلکہ شکل و صورت بھی درست کرائی ہے اگر کوئی اعتقاداً اچھّا ہے مگر عملاً اچھّا نہیں تو وُہ بھی مسوخ ہے اگر عملاً بھی اچھّا ہے مگر شکل وصورت اسلامی نہیں تو وُہ بھی مسوخ ہے۔ اسرائیلی ہرسہ طرح سے مسوخ ہوئے اور اُمّتِ محمّدیہ بھی ان کی چال پر جارہی ہے۔ خیال گندے ہیں مقال گندے ہیں اعمال گندے ہیں۔ کونوا قردۃً خاسئین کا مصداق بنے ہوئے ہیں"۔ (بیان المختار ص ۳۹۵)

اب دیکھیئے کہ خیال کی گندگی، مقال کی گندگی اور اعمال کی گندگی یہ تو سب کچھ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوا عَنْهُ میں آجاتا ہے۔ گویا حافظ صاحب کے خیال میں وُہ پہلے ہی قردۃً خاسئین تھے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں فرمایا کہ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ (۱۶۶/۷) اور اس حکم کے بعد ان میں مزید کچھ ذہنی یا جسمانی تبدیلی

ہوئی تھی یا نہیں؟

بات یہ چل رہی تھی کہ کتاب کا اصل موضوع تھا عصمتِ انبیاء، پھر اس میں وسعت پیدا کرکے صُلحاء کو شامل کیا گیا۔ پھر بدکرداروں کی تسبیح یا سلام یا پاکیزگی بیان کرکے آپ نے بدکرداروں کو بھی علی خالیہ پہنے دیا ہے اللہ تعالیٰ نے ایسے بدکرداروں کے لیئے جو سزا تجویز فرمائی وُہ آپ کو مناسب معلوم نہیں ہوئی تو پھر اس کتاب کا موضوع کیا ہوا کتاب ہذا کے غائر مطالعہ سے معلوم ہوا کہ آپ کا اصل موضوع تو خرقِ عادت امور کو تاویلات پیش کرکے ان کو معمول کے مطابق ثابت کرنا ہے اور اس لحاظ سے وُہ کسی مقام پر نہیں چوکے۔ مگر یہ بات آپ کھل کر نہ کہہ سکے لہٰذا اس مقصد کو عصمتِ انبیاء کا جامہ پہنایا۔ رہے دوسرے امور جو زیرِ بحث آئے ہیں تو وُہ سب اس پوشیدہ مقصد پر پردہ ڈالنے کے لیئے شامل کر دیئے گئے ہیں مثلاً کیا فرشتوں کے پَر ہوتے ہیں؟ یا حضرت آدم کا قد کتنا تھا؟ ستارے تو بلند ہوتے ہیں تو انہوں نے یوسف کو سجدہ کیسے کیا؟ وغیرہ وغیرہ۔

عصمتِ انبیاء کا مطلب: اب موضوعِ کتاب "عصمتِ انبیاءؑ" کا ایک اور پہلو سامنے لائیے۔ آپ نے اس ضمن میں جتنے واقعات پیش فرمائے ہیں۔ ان کو تین قسموں میں منقسم کیا جا سکتا ہے:۔

(۱)۔ ایسے فضول قصّے جو بعض مفسّرین نے اسرائیلیات سے نقل کر دیئے ہیں اور وُہ فی الواقع انبیاء کی سیرت پر ایک بدنما داغ ہیں مثلاً حضرت داوٗدؑ کے متعلّق اوریاہ والا واقعہ۔ ایسے واقعات کی سابق مفسّرین بھر پُور تردید فرما چکے ہیں جیسا کہ حافظ صاحب نے خود بھی ذکر کیا ہے فرماتے ہیں "بلکہ بعض محقق علمائے کرام نے اس کی خوب دل کھول کر تردید فرمائی ہے" (بیان المختار ص۲۶۳)۔ ان محقّق علمائے کرام سے بہت پہلے حضرت علیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں یہ فرمایا تھا کہ جو شخص اوریاہ والا قصّہ حضرت داوٗد کی طرف منسُوب کرے گا میں اسے ایک سو ساٹھ درّے لگاؤں گا یہ حدِ قذف کا دُگنا ہے کیونکہ یہ ایک نبی پر اتہام ہے"۔ آپ کے اس ارشاد کو حافظ صاحب نے بھی ص ۲۶۵ پر ذکر کیا ہے۔ پھر اس صراحت کے بعد دُوسرے محقّق علمائے کرام کی تردید کی ضرورت تو نہیں رہتی تاہم جن علماء نے اس اتہام کے خلاف لکھا، جس میں حافظ صاحب موصوف بھی شامل ہیں۔ اسے ان کا کارِ خیر ہی سمجھنا چاہیئے۔ حضرت آدم اور حوّا پر الزام شرک، حضرت سلیمان اور انگشتری کا قصّہ وغیرہ اسی قبیل سے ہیں۔

(۲)۔ ایسے فرضی اتہامات جن کو آج تک نہ کسی مفسّر نے اتہام سمجھا نہ ہی کسی مستشرق نے اتہام سمجھا لیکن صرف آپ کی نظروں میں وہ ایک اتہام ہے۔ آپ خود ہی کسی واقعہ کو اتہام کی صُورت دے لیتے ہیں۔ پھر اس کے دفاع میں قرآنی آیات کے ربط کا بھی ستیاناس کر دیتے ہیں اور فائدہ بھی کچھ نہیں ہوتا مثلاً"

حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے غلّہ کی قیمت وصُول کرنے کے بعد ان کے سامان میں ان کی دی ہوئی رقم رکھ کر انہیں قیمت لوٹا دی۔ یہ حضرت یوسفؑ کا اپنے بھائیوں پر احسان تھا لیکن آپ اسے حضرت یوسفؑ پر اتہام سمجھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ آپ نے غلّہ کی قیمت واپس نہیں کی تھی۔ بلکہ اس غلّہ کا کرایہ بار برداری شتربانوں کو دے دیا تھا۔ اس طرح آپ نے حضرت یوسف سے اس احسان کے اتہام کا دفاع کرکے انہیں معصوم قرار دیا ہے۔ اگرچہ کرایہ بار برداری بھی ان کی طرف سے ادا کر دینا ایک "احسان" ہے۔ بڑا نہ سہی ذرا چھوٹا سہی آخر مصر سے لے کر کنعان تک کرایہ بار برداری بھی کیا کم ہوگا لیکن اس طرح آپ نے اپنے فرضی اتہام کا دفاع کرکے ذہنی سکون حاصل کرنے کی جو کوشش فرمائی ہے۔ قرآنی الفاظ ان کا ہرگز ساتھ نہیں دیتے۔ ظاہر ہے کہ اس انداز کی دینی خدمت، کو مستحسن قرار نہیں دیا جا سکتا اور اس طرح کے کافی واقعات آپ کو اس کتاب میں ملیں گے۔

(۳) اور آپ کا اصل ہدف انبیائے کرام کی ذات سے متعلق خرق عادات امور اور معجزات کے "اتہام" کو دُور کرکے ان واقعات کو مطابق فطرت ڈھالنا ہے۔ یہی اتہام آپ کی نظروں میں وُہ سب سے بڑا اتہام ہے جس نے آپ کو یہ کتاب لکھنے پر مجبور کیا۔ اور اسی قسم کے اتہامات سے آپ انبیاء کی عصمت بیان فرمانا چاہتے ہیں آپ نے کسی نبی کا معجزہ نہیں چھوڑا جسے آپ نے اپنے مخصوص انداز میں تاویل و تحریف اور تضحیک[۱] کا نشانہ نہ بنایا ہو البتہ آپ ایسے واقعات ضرور چھوڑ گئے ہیں۔ جن کا ذکر صرف احادیث میں ملتا ہے جیسے حضرت اسماعیل اور چاہ زمزم کا واقعہ یا حضورِ اکرمؐ کا حضرت علیؓ کی آشوب زدہ آنکھوں پہ لب لگانا۔ اور اسی وقت آنکھوں کا درست ہو جانا۔ یہ باتیں ان انبیاء کے محاسن میں تو شمار ہوتی ہیں مگر خوارق عادت ہیں لہٰذا محض احادیث صحیحہ میں مذکور ہونے کی وجہ سے آپ نے ایسے بے شمار واقعات کو قابل التفات نہیں سمجھا۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم کی بن باپ پیدائش کا واقعہ ایسا واقعہ ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور تمام امّتِ مُسلمہ کا اس پر اجماع ثابت ہے اور قرآن کریم نے اس واقعہ کو تین مقامات پر "آیۃ" اور آیۃً للناس فرما کر واضح کر دیا کہ یہ خرق عادت واقعہ اللہ کی قدرت کاملہ کا اظہار ہے جو "وقتاً فوقتاً" اللہ تعالیٰ کسی مصلحت کے تحت کرتے رہتے ہیں مگر آپ اسی واقعہ کو حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ پر بہت بڑا اتہام سمجھتے ہیں چنانچہ عیونِ زمزم کے صفحہ ۵۱ پر خود ہی ایک سوال اُٹھاتے ہیں:۔

"سید علی حائری شیعہ نے اپنی تفسیر لوامع التنزیل میں ابو البصیر سے نقل کیا ہے کہ میں نے ابو عبداللہ جعفر صادق سے دریافت کیا کہ "اللہ پاک اپنی سنّت کے مطابق سب کو ماں باپ سے پیدا فرماتا

---

[۱] مثلاً یونسؑ کے مچھلی کے پیٹ سے باہر آنے پر آپ کا تبصرہ (بیان المختار صفحہ ۲۴۸) یا سلیمانؑ کے پاس ایک لمحہ میں بلقیس کا تخت لانے پر تبصرہ (بیان المختار صفحہ ۳۱۸)